ڈاکٹر نازیہ ملک
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو، نمل اسلام آباد

فور گراؤنڈنگ کے تناظر میں "سفر نصیب" کا اسلوبیاتی تجزیہ

Dr. Nazia Malik
Assistant Professor, Urdu Department, NUML, Islamabad.

Stylistic Analysis of "Safar Naseeb" in the Context of the Foregrounding

The medium of communication of literature is language and this language is the material or subject of linguistics but it is not the language of ordinary speech but the specific language of literature which is called literary language. The means by which an author uses language become a literary or linguistic deviation, language are simply called in the forgrounding which was concepted by prague school experts in the 1960, safar Naseeb is written by Mukhtar Masoods in a very charming style. We will do a stylistic analysis in the context of foregrounding in the article under review.

Key Words: *Stylistic, foregrounding, deviation, phonology, morphology, semantic, parallism, enumeration, phonetic code simile, metaphore, Alliteration, sound Symbolism.*

اردو میں اب اسلوب اور اسلوبیاتی سطح پر فرق کو ملحوظ رکھا جاتا ہے۔ اسلوب کا تعلق صرف اندازِ فکر یا ادبی سطح تک محدود رہے جب کہ اسلوبیات کا تعلق جدید لسانیات سے ہے، ماہرین لسانیات اسے لسانیاتی اسلوب سے ہی تعبیر کرتے ہیں۔ جب کہ اسلوبیات اطلاقی لسانیات کی ایک شاخ ہے جو کہ اردو میں ۱۹۶۰ء میں واضح طور پر سامنے آتی۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ ادب کے ابلاغ کا ذریعہ زبان ہی ہوتی ہے اور یہی زبان لسانیات کا مواد یا موضوع (contant) بھی ہے لیکن یہ عام بول چال کی زبان نہیں بلکہ ادب کی مخصوص زبان ہوتی ہے جسے ادبی زبان کہا جاتا ہے۔ زبان کو ادبی زبان یا Language Plus بنانے کے لیے مصنف یا شاعر مختلف ذرائع اظہار استعمال کرتا ہے۔ وہ انحرافی یا تصرف سے کام لیتا ہے۔ نئے نئے لسانی سانچے بنا کر زبان کو ایک نئی اور انوکھی شکل عطا کرتا ہے جس سے زبان تخلیقی اظہار کے لیے ادبی زبان کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔

ڈکشنری آف اسٹائیلسٹک کے مطابق فور گراؤنڈ کی تعریف یوں ہے:

> "Foregrounding is thus the throwing into relief of the linguistic sign against the bookground of the horms of ording languagw.(1)

بیسویں صدی کے آغاز میں ماسکو لینگوسٹک سرکل کا قیام عمل میں آیا، سوویت یونین میں سیاسی پالیسیوں میں تبدیلی کی وجہ سے اس سرکل کے کچھ لوگ چیکو سلواکیہ کے علاقے پراگ میں منتقل ہو گئے اور انھوں نے وہاں پراگ لینگوئسٹک سرکل کی بنیاد رکھی۔ اسی طرح روسی ہئیت پسندوں اور پراگ سکول کے ماہرین لسانیات نے زبان کے اس خصوصی استعمال کے بارے میں کافی غور و غوص کیا اور ژاں مکار دوسکی جو پراگ سکول کا ایک ماہر لسانیات تھا اس نے زبان کے اس مخصوص استعمال سے متعلق فور گراؤنڈنگ کا نظریہ پیش کیا۔ فور گراؤنڈنگ کے نظریے سے مراد یہ ہے کہ عام روزمرہ کی زبان قواعد کی پابندی کرتی نظر آتی ہے اور اپنی مخصوص ڈگر سے ہٹتی نہیں جب کہ فور گراؤنڈنگ کی زبان میں فنکار کی شعوری کوشش شامل ہوتی ہے اس لیے وہ اپنی تخلیق میں جدت و ندرت اور تازگی پیدا کرنے کے لیے مختلف طرح کے تصرفات استعمال کرتا ہے۔ مکار دوسکی کے مطابق اس نظریے میں زبان Automatization سے Deautomatization کی طرف اپنا سفر مسلسل جاری و ساری رکھتی ہے۔

deautomatization کے لیے مکار دوسکی فور گراؤنڈنگ کی اصطلاح استعمال کرتا ہے۔ اس کا خیال ہے کہ زبان اپنے بیک گراؤنڈ یعنی پس منظر سے فور گراؤنڈ یعنی پیش منظر کی جانب سفر کرتی ہے تا کہ لوگوں کی توجہ اپنی جانب مبذول کروا سکے۔ اس طرح قواعدی زبان پس منظر میں چلی جاتی ہے اور تصرفاتی زبان سامنے پیش ہو جاتی ہے جس سے تخلیق میں ندرت، انوکھاپن، جدت اور جمالیات پیدا ہو جاتی ہے۔

لسانیات میں زبان کی چار سطحیں اہم ہیں جن کے حوالے سے کسی بھی متن کو اسلوبیاتی مطالعہ کہا جا سکتا ہے۔

صوتیات	Phonology
لفظیات	Marphology
نحویات	Syntax
مغیات	Semantics

فور گراؤنڈنگ کی دو بنیادی اقسام ہیں جن کا تعلق مندرجہ بالا چار سطحوں سے ہے۔

تصرف یاانحراف		Deviation

متوازیت پن		Parallism

فور گراؤنڈنگ یاتصرف:

کوئی بھی مصنف جب زبان کو ادبی سطح پر لے کر آتا ہے تو وہ قارئین کے لیے بہت مؤثر ثابت ہوتی ہے۔ جس سے زبان ایک نئے ڈھنگ کے ساتھ قاری کے سامنے جلوے بکھیرتی ہے۔ لہٰذا کسی بھی فنکار کا عام روش یاڈگر سے ہٹ کر چلنا ہی لسانی تصرف یا فور گراؤنڈنگ کہلاتا ہے اور مصنف کو منفرد بناتا ہے۔ لسانی تصرف یا فور گراؤنڈنگ زبان کی مختلف سطحوں پر کیا جاتا ہے جس میں صوتیاتی، نحوی، لفظی اور معنیاتی سطحیں شامل ہیں اور ہر سطح پر کیا جانے والا تصرف انفرادیت کا باعث بنتا ہے۔ صوتیاتی سطح پر تحریر میں آنے والی آوازوں کا مطالعہ شامل ہوتا ہے۔ صوتیات دراصل آوازوں کی تشریح و توضیح کا نام ہوتا ہے۔ یہ صرف بے ہنگم آوازوں کا مجموعہ نہیں ہوتا بلکہ اس کا باقاعدہ ایک صوتی نظام ہوتا ہے جس میں آوازوں کے بدلنے سے لفظوں کا تلفظ بھی بدل جاتا ہے۔ لہٰذا صوتیاتی حوالے سے جب انحراف یا تصرف کیا جاتا ہے تو نحوی سطح پر تحریر میں ترتیب، الفاظ، جملوں اور فقروں کی ساختیاتی تشکیل پر زور دیا جاتا ہے۔ اس سطح پر مصنف یا شاعر اپنی تحریر میں دی گئی رعایتوں سے فائدہ اٹھاتا ہے جنھیں ادبی تحریر کے لیے جائز رکھا گیا ہے۔ مثلاً وہ فعل اور اس کے متعلقات کی نحوی ترکیب یا ترتیب سے انحراف کر کے تحریر میں جدت لاتا ہے۔ لفظی سطح پر منصنف تحریر میں تشکیل الفاظ پر زور دیتا ہے۔ جب ایک لکھاری اپنے اسلوب کی تشکیل کے لیے کسی فن پارے میں الفاظ سازی، لفظوں کو توڑنا مروڑنا، اصطلاح سازی، نئی نئی تراکیب، نو لفظیات وغیرہ کا استعمال کرتا ہے جو موجودہ زبان میں مروج نہ ہوں تو ایسے الفاظ کا استعمال لفظی انحراف کہلاتا ہے۔ اس سے نہ صرف زبان کا ذخیرہ وسیع ہوتا ہے بلکہ زبان نئے نئے ذائقوں سے متعارف ہوتی ہے اور ترقی کی منازل طے کرتی چلی جاتی ہے۔ معنیاتی سطح پر تحریر میں معنی کا مطالعہ کیا جاتا ہے معنیاتی تصرف یا انحراف ادبی تحریروں میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے اور کسی بھی متن میں معنوی تصرف کا استعمال بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔ مثلاً تشبیہ، استعارے، محاورے، کنایہ، مجاز مرسل، ضرب المثل، شماریات، تلمیحات اور دوسری زبانوں کے الفاظ کا استعمال وغیرہ معنیاتی تصرف کے زمرے میں آتا ہے۔ ادبی تحریروں میں زبان کا ڈھکے چھپے انداز سے اس طرح استعمال کرنا کہ بات بھی واضح ہو جائے اور قاری کو غور و فکر کی دعوت بھی مل جائے تو یہ معنیاتی تصرف کہلائے گا۔ اس لیے معنوں کی ان تمام جہات کو تحریر میں اختیار کرنا ہی معنوی تصرف کے لیے ضروری ہے۔

متوزیت پن:

تصرف کے ساتھ ساتھ متوزیت پن کے ذریعے بھی انحرافی عمل کو برقرار رکھا جا سکتا ہے۔ متوازی پن کسی بھی اسلوب کے تشکیلی عمل میں معنوی سطح پر برابری کے اظہار اور بعض مرتبہ صوتی آہنگ اور خوب صورتی پیدا کرنے کے لیے مختلف الفاظ یا جملوں کو بار بار دہرانا یا ان کی تکرار کی جاتی ہے۔ اسلوب میں متوازی پن کا استعمال دو طریقوں کی بنیاد پر کیا جا سکتا ہے۔ جس میں ایک تو گرائمر کے اصولوں کے مطابق اور دوسرا ادبی سطح پر اس کا استعمال گرامر کی سطح پر کی جانے والی متوازیت میں اسم، فعل، حرف، صنعت، حروف عطف وربط کی دہرائی وغیرہ شامل ہیں جب کہ ادبی سطح پر کی جانے والی متوازیت سے مراد جملوں یا الفاظ کی بامعنی دہرائی اور خیالات کی ہم آہنگی جو مترادف، متضاد مختلف حالتوں میں کی جاتی ہے بہر حال اس متوازیت پن کا مقصد تحریر کو اسلوبیاتی سطح پر جاندار اور پُر اثر بنانا ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ اس متوازیت کے طریقہ کار کے لیے نحوی اور ساختی طریقہ کار کے الفاظ بھی استعمال کیے جاتے ہیں۔

متوازیت پن میں صوتی تجزیہ، صوتی رمزیت، تجانس صوتی اور قافیہ بندی کے حوالے سے کیا جاتا ہے۔ اسی طرح نحوی تجزیہ میں عکس ترتیب، ساختی متوازیت، عکس متوازیت، جزوی یا کلی متوازیت، تکرار، شماریات اور تضاد وغیرہ شامل ہوتے ہیں۔ جب کہ معنیاتی متوازیت میں تشبیہہ، استعارہ، کنایہ، مجاز مرسل، غیر مروج تشبیہ و استعارات وغیرہ شامل ہوتے ہیں۔

الغرض فور گراؤنڈنگ یا تصرف کا عمل تحریر کو اسلوبیاتی سطح پر منفرد بناتا ہے۔ چاہے وہ تصرف نحوی و لفظی سطح پر ہو یا معنیاتی و صوتی سطح پر کیوں کہ مصنف چاہے کوئی بھی ہو وہ اپنی تحریر یا تخلیقی کاوش میں تصرف کے استعمال سے ہی رنگ بھرتا ہے اور قاری کو متاثر کرنے کے لیے اس سے جدت وندرت پیدا کرتا ہے۔

فور گراؤنڈنگ کے تناظر میں یہاں سفر نامہ "سفر نصیب" کا تجزیہ کیا جائے گا جس میں لسانی تصرف اور متوازیت پن کو بنیاد بنا کر سفر نصیب میں لفظی انحراف، تشبیہ، استعارہ، غیر مروّج تشبیہ استعارہ، تضاد، تکرار، شماریات، دوسری زبانوں کے الفاظ، مرکبات، نو لفظیات اصطلاح سازی اور ایسے الفاظ جو زبان میں شامل نہ ہوں یا متروک الفاظ وغیرہ کا اسلوبیاتی سطح پر جائزہ لیا جائے گا۔

مختار سعود کا سفر نامہ سفر نصیب ۱۹۸۱ء میں منظرِ عام پر آیا۔ ان کا یہ سفر نامہ وادی سوات، ناران، کاغان اور چترال کے سفروں سے متعلق ہے۔ یہ سفر نامہ دراصل صرف سفر کی داستان ہی نہیں ہے بلکہ مصنف کے روحانی

سفر اور اس پر اس سفر کے دوران گزرنے والی کیفیات کی داستان بھی ہے۔ جس سے سفر کے ساتھ ساتھ مصنف کی فکر کو بھی جلا ملتی ہے۔ مختار مسعود اسلوب، بات کرنے کا سلیقہ اور ڈھنگ نرالہ ہے۔ مقفیٰ و مسجع عبارت نہیں لکھتے بلکہ ان کی تحریر میں شعریت جھلکتی ہے اور دورانِ سفر مختار مسعود جہاں کسی مقام کی منظر کشی کرتے ہیں وہیں شخصیات کی مصوری بھی اس انداز سے کرتے ہیں کہ وہ شخصیت قاری کے سامنے پوری طرح سے کھلتی چلی جاتی ہے۔ ان کے اسلوب میں تسلسل اور روانی ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ اشعار، تشبیہ، کنایہ، مجاز مرسل، وغیرہ کے اشارے بھی ان کی تحریر کا حصہ ہیں۔ اس لیے درج ذیل مقالے میں ان کے اس سفر نامے کا اسلوبیاتی حوالے سے فور گراؤنڈنگ کے تناظر میں تجزیہ کیا جائے گا۔

سفر نصیب شگفتہ اور رواں اسلوب کا مرقع ہے مختار مسعود نے اسے مقفیٰ و مسجع نہیں لکھا مگر پھر بھی اسے پڑھ کر ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے انھوں نے جا بجا مقفیٰ و مسجع عبارت سے اسلوب میں رنگینی و دلکشی پیدا کی ہو اور معنوی انحراف اور تصرف کا استعمال کرتے ہوئے اپنے سفر نامے کا اسلوب بڑا دلکش اور متاثر کن بنا کر پیش کیا ہے۔ اور اس طرح کی زبان کا استعمال کیا ہے جس میں تشبیہ، استعارہ اور رمز و کنایہ وغیرہ کے ذریعے مصنف کے خیالات و احساسات کا اظہار ملتا ہے اور یہ اظہار اس قدر خیال انگیز فکر انگیز، با معنی و لطیف پیرائے میں بیان کیا ہے کہ لسانی تصرف اس سفر نامے کی ایک بہت بڑی خوبی بن جاتی ہے۔ لسانی انحراف کی یہ امثال ملاحظہ کیجیے۔

"برف سے پٹی ہوئی خوب صورت وادیوں اور ڈھکی ہوئی بارُعب چوٹیوں کو ہوائی جہاز کے دریچے سے پہلی بار دیکھا۔"(۲)

"واقعات میں خیالات کی تونگری کہاں اور شعور میں شوق کی ثروت کہاں۔"(۳)

"اس رات انھوں نے مسافر کو ساتھ بٹھایا اور عمر رفتہ کو آواز دی۔"(۴)

"اس کے بعد چھوٹے بند پر اتنی مٹی ڈالی کہ وہ اس کے نیچے دفن ہو گیا۔"(۵)

"کبھی دریا یہاں سے دیوانوں کی طرح گزرتا تھا منہ میں کف اور گریبان لر لر۔ اب جنون کو افاقہ ہے۔ ایک پر سکون چھوٹی سی جھیل بن گئی ہے۔"(۶)

"تربیلا تک یہ الہڑ دھارا بلا روک ٹوک چلا آیا مگر یہاں بند نے اس کا راستہ روک کر اسے کفایت اور کفالت کی نئی راہ پر ڈال دیا۔ اب اسے لہر لہر کے لیے جواب دینا ہو گا اور قطرہ قطرہ کا حساب رکھنا ہو گا۔"(۷)

"پہاڑوں پر جھاڑیاں اور جھنڈ ہیں لیکن میدان گنجا اور ننگا۔"(۸)

مندرجہ بالا تمام جملے فور گراؤنڈنگ تصرف کی بہترین مثالیں ہیں۔ عام روز مرہ میں لفظ برف سے لپٹی ہوئی اور اونچی چوٹیاں استعمال ہوتا ہے جب کہ یہاں پٹی ہوئی اور بارُعب چوٹیوں کے استعمال سے اس جملے کا حسن بھی بڑھ گیا ہے اور عبارت میں دلکشی بھی نمایاں ہوگئی ہے۔ اسی طرح خیالات کی تونگری، شوق کی ثروت، عمر رفتہ کو آواز دینا۔ بند کا دفن ہونا، دریا کا دیوانوں کی طرح گزرنا، منہ میں کف، گریبان لہر لہر ہونا، دریا کے جنون کو افاقہ ہونا، الہڑ دھارا، کفایت اور کفالت کی راہ، لہر لہر، حساب رکھنا، میدان کا گنجا اور ننگا ہونا ان تمام انحرافی جملوں نے عبارت میں خوب صورتی اور تنوع پیدا کر دیا ہے حالانکہ قواعد کے حوالے سے یہ باتیں درست نہیں لیکن ادبی اور انحرافی زبان کے حوالے سے یہ تمام جملے اپنے اندر ایسی مخصوص معنویت لیے ہوئے ہیں جو قاری کو اپنے سحر میں گرفتار کر لیتی ہے۔

مختار مسعود نے تشبیہات کے ذریعے بھی معنیاتی سطح پر اپنی تحریر میں انحراف کی عمدہ مثالیں دی ہیں جیسے۔

"ایک ہزار میل کا سفر ایک دائرہ کی صورت میں کیا۔"(۹)

"صرف آبِ رواں موجود تھا اور اس میں شمشیر کی تیزی تھی۔"(۱۰)

"جھاڑیاں اور پودے بھی ختن کے ہرنوں کی ڈار کی طرح پرے باندھے ہوئے ہیں۔"(۱۱)

"بیٹھنے میں البتہ کوئی دقت پیش نہ آتی کیوں کہ ساری وادی میں جیسے سبز مخملی فرش بچھا ہوا تھا۔"(۱۲)

"مسافر نے سوچا یہ جھیل ہے کہ آدم خور دیو کی قید میں شہزادی جسے اس نے ایسی جگہ چھپا رکھا ہے جہاں کوئی چھڑانے والا نہ پہنچ سکے۔"(۱۳)

مختار مسعود کے سفر نامہ میں تشبیہات کا ایک لامتناہی سلسلہ نظر آتا ہے جو بڑی خوبصورتی سے انحرافی پہلوؤں کو اجاگر کرتا ہے۔

تشبیہات کے علاوہ مختار مسعود نے استعارات کے استعمال سے بھی اپنی تحریر میں معنوں کی نئی دنیا متعارف کروائی ہے ذرا اس کی مثال ملاحظہ کیجیے۔

"دریا اسی جھیل کے پنگھوڑے میں پڑا سو رہا تھا۔"(۱۴)

"ایک روز مسافر جلال و جمال کے دروازے سے داخل ہوا اور سیڑھی اسے ایک برفانی اور نورانی جوٹی پر لے گئی۔"(۱۵)

"پہاڑوں کا یہ طائرانہ سفر اسلامی ممالک کے سربراہوں کی کانفرنس کے سلسلہ میں آئے بیرونی صحافیوں کے اسی طائفہ کے لیے ہے جو کام ختم کر کے واپس جا چکا ہے۔"(۱۶)

"ہوائی جہاز سلسلہ کوہ کی کوہان کو پار کر کے ایک وادی میں جانکلا۔"(۱۷)

ان کے ہاں استعارات بھی جدت لیے ہوئے نظر آتے ہیں اور ان کے یہ جملے قاری کی فکر کو جلا بخشتے ہیں۔ تشبیہ و استعارات کی طرح ہی مختار مسعود نئی نئی تراکیب بھی تراشتے ہیں جیسے

تراکیب:

انبوہ کہساراں، تجاہل شاعرانہ، برف کدے، آتش انتقام، آتش شوق
قند مکرر، روانِ تبصرہ فکر سخن، بحر طویل، چنین و چناں

اس کے علاوہ مختار مسعود اپنے سفر نامے میں جابجا دیگر زبانوں کے الفاظ کا استعمال بھی کرتے ہیں جن میں فارسی، پنجابی اور انگریزی شامل ہیں بلکہ اکثر تو پورے کے پورے جملے ہی دوسری زبان میں لکھ کر انحرافی صورت پیدا کرتے ہیں جیسے۔

"ایں قصر مشید موسوم بتاش محل بر فرق سنگ بست در عہد مملکتہ سریر آرائی سلطنت علیجاہ۔"(۱۸)

"تجربہ کہتا ہے داشتہ آید بکار۔"(۱۹)

پنجابی اور انگریزی کی امثال ملاحظہ کیجیے

"باقی پینڈا پیدل طے کیا۔"(۲۰)

"جیتنے والوں نے ہالینڈ کا انتظام آرتھر دان سیس انکوارٹ کے سپرد کیا۔"(۲۱)

"واشنگٹن میں ایک رات پیٹر لیقتنگ کے گھر دعوت تھی۔"(۲۲)

سفر نصیب میں جابجا تلمیحات کا استعمال بھی تصرف کے زمرے میں آتا ہے۔ جیسے

"گوتم بدھ نے کہا تھا کہ تم ایک زرد پتے کی مانند ہو۔"(۲۳)

"نلتر کے پہلے سفر کی دشواریاں اب خواب و خیال ہو گئی ہیں۔ انھیں یاد کریں تو وہ فرضی لگتی ہیں۔ جیسے مسافر کی آپ بیتی نہ ہو بلکہ سند باد جہازی کا قصہ ہو۔"(۲۴)

سفر نصیب میں فور گراؤنڈ کو ایسے عمدہ طریقے سے سمویا گیا ہے کہ لگتا ہے کہ جیسے جسم میں روح اور پھول میں خوشبو یعنی فور گراؤنڈنگ اور باقی عبارت کے جملے آپس میں بالکل گھل مل گئے ہیں۔ مختار مسعود لسانی تصرف کرنے کے لیے عبارت میں ایسے جملے بھی لکھتے ہیں جیسے کسی نظم کے چھوٹے چھوٹے مصرعے ہوں۔

"وہ نظارے میں کھو گیا۔
دریا بل کھاتا اور سیدھا ہوتا رہا۔
ہلال نکلتا اور ڈوبتا رہا۔
گاہے کشتیوں کا کارواں سراب میں تیرتا رہا۔
گاہے اونٹوں کا قافلہ دریا کی سطح پر خراماں خراماں چلتا رہا۔"(۲۵)

ساختی متوازیت:

فور گراؤنڈنگ میں لسانی تصرف کے ساتھ ساتھ متوازیت پن یعنی Parallism کی بہت عمدہ مثالیں ہمیں سفر نصیب میں ملتی ہیں جس سے مختار مسعود کے اسلوب میں معنوی سطح پر برابری کا اظہار ملتا ہے اور تحریر میں صوتی آہنگ پیدا کرنے کے لیے وہ بار بار الفاظ یا جملوں کی تکرار کرتے نظر آتے ہیں۔ تحریر میں متوازیت پن پیدا کرنا بھی فور گراؤنڈنگ کا دلکش انداز ہے۔ ساختی متوازیت سے مراد یہ ہوتی ہے کہ تحریر میں دو یا دو سے زیادہ جملے اجزائے نحوی کی ساخت کے اعتبار سے متوازی ہوں ان میں نحوی مماثلت حروف عطف اور حروف ربط کی تکرار پائی جاتی ہو۔

"وہاں پیش و پس، یہاں چیں و چناں۔"(۲۶)

"ادھر دوستی کے دعوے اور کشش، ادھر ہوس کا جواب دعویٰ اور بہکاوے۔"(۲۷)

"دلفریبی کے سارے سامان جمع تھے۔ چٹانیں اور لہریں، برف اور جھاگ، ہریالی اور نیلاہٹ، روشن منظر اور اس کا پانی میں عکس۔"(۲۸)

کلی ساختی متوازیت:

سفر نصیب میں کلی ساختی متوازیت کی امثال بھی جابجاہیں جن میں حروف عطف میں متوازیت نظر آتی ہے جیسے:

"اس کے ساتھ لکڑی کی مچان پر ایک چھوٹا سا ریستوان بناہوا تھا۔ لکڑی کی چھت اور دیواروں پر رنگ۔ کھڑکیوں میں پردے، باہر کیچڑ صاف کرنے کا کھونٹا، اندر ہیٹ لگانے کی کھونٹی۔"(۲۹)

درج بالا مثال میں کلی سطح پر متوازیت کو استعمال کیا گیا ہے جس سے خیالات میں ہم آہنگی اور حروف عطف کے استعمال سے بیان کو پر اثر بنادیا ہے۔

صوتی رمزیت:

صوتی رمزیت سے مراد (sound symbolism) ہے۔ جس سے الفاظ کی صوتی ساخت اور اس کی آواز سے اس کے معنی کا پتا چلتا ہے۔ سفر نصیب میں صوتی رمزیت سے بھی تحریر میں خوب صورتی لائی گئی ہے جیسے۔

"رات کی خامشی میں ایک انجانی خوشبو اور خوشی شامل ہوتی۔"(۳۰)

"پایاب پہاڑی نالے کی تہہ میں چھوٹے بڑے لاتعداد پتھر آبِ رواں کی چادر میں لپٹے ہوئے تھے۔ جہاں سے پتھر جتھابندی کر لیتے وہاں پانی کی جماعت بھی کھڑی ہو جاتی۔ پھر پانی ان پتھروں کے سر سے ہوتا ہوا جھرنے کی صورت سر کے بل آگے بڑھ جاتا۔"(۳۱)

"ضمیر لالہ میں روشن چراغ آرزو کردے۔ میں نے آرزو کا ایک چھوٹا سا چراغ روشن کیا اور مڑ کر دیکھا۔ تاحد نگاہ چراغ ہی چراغ، تاحد خیال روشنی ہی روشنی"۔ (۳۲)

تجنیس صوتی:

انگریزی میں تجنیس صوتی کے لیے Alliteration کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ مختار مسعود نے سفر نامے سفر نصیب میں تجنیس صوتی کے استعمال سے ذریعے بھی بہت خوب صورت انحرافی جملے تخلیق کیے ہیں۔

"وہاں نئی فصلیں اور نئی نسلیں پیدا ہوں گی۔"(۳۳)

"در فتنہ باز ہو گا۔ عدالتیں اور عداوتیں بڑھ جائیں گی۔"(۳۴)

سادہ سی بات ہے کہ حکومت نزدیک سے کی جائے تو جمہوریت دور سے کی جائے تو پادشاہت، خلق خدا کے لیے ہو تو خلافت، خدا کے لیے ہو تو نیابت۔"(۳۵)

تکرار:

تکرار یعنی (Repetition) سے زبان میں جذباتی پن پیدا کیا جاتا ہے۔ جب مصنف یا لکھاری کسی جذباتی کیفیت میں مبتلا ہوتا ہے تو وہ الفاظ کے اتار چڑھاؤ، فقروں اور جملوں کی ترتیب، الفاظ، تراکیب اور فقروں کی تکرار سے تحریر کو پُر جوش اور جذباتی و تاثراتی بناتا ہے اور تحریر میں شدت پیدا کرتا ہے۔ سفر نصیب میں بھی مصنف نے جابجا زور دینے اور شدت پیدا کرنے کے لیے تکرار سے کام لیا ہے۔ اس کی امثال دیکھیے۔

"اس سفر کے دوران بہت سے لوگ ملے، بھانت بھانت کے لوگ اور دور دور سے آئے ہوئے لوگ، مقامی، ملکی اور غیر ملکی لوگ۔"(۳۶)

"چھتے کی طرح ہزار خانہ، اسفنج کی طرح رخنہ رخنہ، فانوس کی طرح شمع شمع، گل صد برگ کی طرح پر پر، پانی کو قدم قدم پر ٹھوکر لگتی۔"(۳۷)

"حلقوں کو زور سے پکڑے پکڑے ہاتھ شل ہو گئے۔ کمر دھکے کھاتے کھاتے دکھ گئی ہے۔"(۳۸)

قافیہ بندی:

سفر نصیب میں مختار مسعود نے جملوں اور فقروں میں اس طرح سے قافیہ بندی کی ہے کہ ان جملوں اور فقروں پر شعر کا گمان ہونے لگتا ہے۔ ان کے جملے اکثر جگہ ایسا تاثر دیتے ہیں جیسے انھوں نے جملے نہیں بلکہ اشعار لکھ دیتے ہوں۔ قافیہ بندی کے اس قدر عمدہ التزام سے بھی انھوں نے اپنی تحریر میں انحرافی صورت کشید کی ہے۔

"اب یہ پانی چلا، اچھلتا ہوا، مچلتا ہوا، سر ٹپکتا ہوا۔"(۳۹)

"وہ پتھروں پر گھسٹی اور ان سے ٹکراتی، پانیوں میں چکراتی اور بل کھاتی، چھینٹے اڑاتی، ڈولتی، ڈگمگاتی، دھکے اور ہچکولے کھاتی بے بس اور بے قابو بہاؤ کے ساتھ بہتی جارہی تھی۔"(۴۰)

"کرسی کے حصول کے اصول یکساں ہوتے ہیں۔"(۴۱)

شماریات:

مختار مسعود کے اسلوب کی ایک اہم خصوصیت شماریات (erumeration) بھی ہے۔ اسلوبیات میں شماریات بہت اہمیت کا حامل ہے۔ اس میں ایک ہی خاندان یا جنس سے تعلق رکھنے والی اشیاء، الفاظ، تصورات، صفات وغیرہ کا تذکرہ شامل ہوتا ہے۔

بقول مرزا خلیل احمد بیگ:

"شماریات بیان کا ایک طرز ہے جس میں مختلف اشیاء یا افعال کا ایک ایک کر کے نام گنایا جاتا ہے جس سے ایک زنجیر سی بن جاتی ہے۔ اس سے جملے کی نحوی ترکیب میں کوئی فرق نہیں آتا۔ جن اشیاء کا ایک ایک کر کے نام لیا جاتا ہے وہ بالعموم ایک زمرے یا جنگل سے تعلق رکھتی ہیں اور ان میں ایک قسم کا معنیاتی ربط پایا جاتا ہے اور یہ طرزِ بیان کسی بھی طرح تسلسل بیان کو مجروح نہیں ہونے دیتا۔"(۴۲)

لہٰذا ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ شماریات میں ایک ہی خاندان سے تعلق رکھنے والی اشیاء جن میں معنوی ربط و تسلسل پایا جاتا ہو کا بیان ہوتا ہے، چاہے اس کا تعلق منظر نگاری سے ہو نباتات یا حیوانات و انسان سے تعلق رکھنے والی ہر طرح کی اشیاء احساسات، جذبات، خیالات اور جیسے پیشوں اور اداروں ریاستی امور اور ہر طرح کے شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والی اشیاء اس کا حصہ بنتی ہیں۔

جیسے سفر نصیب میں شماریات کی یہ مثال ملاحظہ کیجیے:

"اس مقابلہ میں ہوا اور پانی، مٹی اور سبزہ، جانور اور انسان سب حصہ لیں گے۔ پہلے اس میں بارش کا پانی جمع ہو گا۔ کہیں دلدل بنے گی کہیں تالاب، سائبیریا سے مرغابیاں آئیں گی اور کسی نہ کسی نہ معلوم جگہ سے مچھلیاں اور مینڈک، جو رقبہ کھڑے پانی کی مار سے بچ رہا اس میں سبزہ اپنے پیر جمائے گا۔ نرم خودرو سبزہ کے تعاقب میں سخت جان جھاڑیاں اور خود سر درخت آئیں گے۔ جنگل گھنا ہوا تو درندہ پناہ لینے اور آدمی لکڑی لینے آنکلے گا۔ ہوا اور پانی دوسری پہاڑیوں کی مٹی دھو کر یہاں ڈالتے رہیں گے۔ اور ایک نہ ایک دن اسی نشیب و فراز پر قبضہ ہو گا۔"(۴۳)

ایک اور جگہ مصالحہ جات سے تعلق رکھنے والی اشیاء کے خاندان کو مختار مسعود ایسے ترتیب اور تسلسل سے بیان کرتے ہیں کہ ان تمام اشیاء کا آپسی تعلق ابھر کر سامنے آجاتا ہے اور وسعت کا پہلو بھی نمایاں ہوتا ہے۔

> "یہ لکڑی عود ہے، وہ گوند لوبان، یہ پھل فلفل ہے وہ بیج جائفل، یہ پتا ساج ہے اور وہ تیج پات، یہ کلی الائچی ہے اور وہ پوتھی لونگ اور وہ پوتھی لونگ، یہ چھال دار چینی ہے اور وہ جڑ ملہٹی، یہ دھنیا ہے اور وہ بادیان، یہ زیرہ ہے اور وہ الائچی، بہت سی خوشبوئیں اس قبیلہ سے تعلق رکھتی تھیں جنھیں عرفِ عام میں گرم مصالحہ کہتے ہیں۔ (۴۴)

مصالحہ جات کے علاوہ انھوں نے مختلف ممالک کے پہاروں کا بھی نقشہ ایسا کھینچا ہے کہ ایسے لگتا ہے ان تمام پہاڑوں کا آپس میں گہرا تعلق ہے اور یہ ایک ہی خاندان کا حصہ ہیں۔

اصل ایک مگر صورت جدا ساخت ایک مگر سانچہ مختلف تسمانیہ کا کوہ ولنگٹن، نی ساؤتھ ویلز کا کوہ کوزی آسکو، جنوبی جاوا کا دہکتا ہوا اور جنوبی اٹلی کا بجھا ہوا آتش فشاں، یورپی اور آسٹریلوی ایلپس، چرا پونجی کی بارش میں بھیگی ہوئی اور بادلوں میں چھپا ہوا ننگا پربت، یونانی دیوتاؤں کا مسکن، اولمپیا اور جاپان کا ارتار فیوجی یاما، ارادت اور احد، صفا اور مروہ یہ سب ان گنت ان پہاڑوں میں شامل ہیں جنھیں مسافر نے دور و نزدیک سے دیکھا۔ (۴۵)

مترادف:

سفر نصیب کی عبارت کو مترادفات کے استعمال سے بھی دلچسپ بنایا گیا ہے اور جابجا تحریر میں مترادف الفاظ استعمال کر کے معنویت پیدا کی گئی ہے۔

"اقتدار کی سند ہو یا جہاز کی نشست" (۴۶)

> "آج یوں چشم زدن میں وہاں پہنچے تو معلوم ہوا کہ فاصلہ کے بارے میں مسافر کے سارے خیالات ناقص اور فرسودہ تھے۔" (۴۷)
>
> "سب پہاڑ یکساں بھی ہیں اور ہر پہاڑ یکتا بھی ہے۔ یکسانیت کے باوجود کسی ایک پہاڑ کی شکل دوسرے پہاڑ سے نہیں ملتی۔" (۴۸)
>
> "چشم خیال کے سامنے پہاڑوں کا لامتناہی سلسلہ تھا۔ چھوٹے چھوٹے کوہک، چھوٹے بڑے کہسار، اور بڑے بڑے کوہ و جبل، سارے پہاڑ گردو پیش سے اونچے تھے۔" (۴۹)

تضاد:

"سفر نصیب" کو پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مترادفات کے ساتھ ساتھ متضاد الفاظ کے برتنے سے بھی اس میں دلکشی پیدا کی گئی ہے جو حظ اور مسرت کا باعث بنتی ہے اور قاری کی فکر کو جلا بخشی ہے۔

"سفر اور حضر کی تفریق غلط، جادہ و منزل کی تقسیم بیکار، مسافر اور مقیم کا فرق محض فریب راہ خود سفر میں ہے۔ منزل خود مقصود کی تلاش میں ہے۔"(۵۰)

"کبھی حساب کا کبھی جغرافیہ کا، کبھی طبیعات کا کبھی مابعد الطبیعات کا۔"(۵۱)

ضرب المثل:

سفر نصیب کی عبارت میں جا بجا ضرب المثال سے بھی کام لیا گیا ہے۔ اور ضرب المثال کو اس طرح استعمال کیا گیا ہے کہ وہ عبارت کا حصہ بن کر سامنے آتی ہے۔

"مسافر نے جان کی امان چاہی اور صاف انکار کر دیا۔ کوئلوں کی دلالی میں صرف منہ کالا ہوتا ہے۔ قیمتی پتھروں کی کان کنی میں جان کنی کا بھی خطرہ ہوتا ہے۔"(۵۲)

متشابہ الفاظ:

مختار مسعود نے اپنے سفر نامے میں متشابہ الفاظ کے استعمال سے بھی تحریر میں انحرافی کیفیت پیدا کر کے تحریر کو دلکش بنایا ہے مثال دیکھیے۔

"بات جنوں کی نہیں جُنون کی ہوتی ہے۔"(۵۳)

سابقے اور لاحقے:

مختار مسعود کی تحریر میں سابقے اور لاحقے بھی ادبی تصرف پیدا کرنے کا باعث بنے ہیں۔

"یہاں تک کہ چند ہفتوں میں انتہائی سخت گیری اور شکنجہ گیری تک پہنچ گیا"۔(۵۴)

"قیمتی پتھروں کی کان کنی میں جان کنی کا خطرہ بھی ہوتا ہے"۔(۵۵)

"بے چارگی بشریت کی پہچان ٹھہری اور بے نیازی مشیت کا خاصہ"۔(۵۶)

لسانی انحراف یا تصرف چاہے الفاظ کے استعمال سے کیا گیا ہو، معنیاتی سطح یا متوازیت پن کی سطح پر کیا گیا ہو ہر صورت میں فن کار کی ذہنی سطح اور اس کے شعور کو دکھاتا ہے۔ اور شعوری و غیر شعوری طور پر کیا گیا تصرف مصنف کے اسلوب کو منفرد بناتا ہے اور سفر نصیب میں مختار مسعود کے اسلوب نے ہی ان کو انفرادیت بخشی اور ان

کی اس تحریر کو سب سے منفرد اور دلفریب بنایا حالانکہ اس مختصر مقالے میں مختار مسعود کے اسلوب میں فور گراؤنڈنگ / تصرف کے حوالے سے تجزیہ بہت وسعت کا حامل ہے۔ یہاں مختصر طور پر ان کے اسلوب کو متعارف کروایا گیا ہے کیوں کہ ان کے اسلوبیاتی زاویوں نے ادب کے معنیاتی سرمائے میں بہت اضافہ کیا ہے اس لیے اسلوبیاتی حوالے سے ان کی تحریروں کا تجزیہ اردو تحقیق میں نئے زاویے سامنے لائے گا جس پر کام کرنے کی بے حد ضرورت ہے۔

حوالہ جات

۱۔ Katie wales, A Dictionary of stylistic, Roytledge, third edrtion 2011, pg.166

۲۔ مختار مسعود سفر نصیب، نقوش پریس، لاہور، ۱۹۸۱ء، ص:۲۳

۳۔ مختار مسعود، سفر نصیب، ص:۱۳

۴۔ مختار مسعود، سفر نصیب، ص:۱۴

۵۔ ایضاً، ص:۱۵

۶۔ ایضاً، ص:۱۵

۷۔ ایضاً، ص:۱۷

۸۔ ایضاً، ص:۱۹

۹۔ ایضاً، ص:۲۳

۱۰۔ ایضاً، ص:۲۹

۱۱۔ ایضاً، ص:۴۰

۱۲۔ ایضاً، ص:۷۷

۱۳۔ ایضاً، ص:۷۸

۱۴۔ ایضاً، ص:۷۹

۱۵۔ ایضاً، ص:۸۱

۱۶۔ ایضاً، ص:۳۱

۱۷۔ ایضاً، ص:۹

۱۸۔ ایضاً، ص:۱۶

۱۹۔ ایضاً، ص:۱۰

۲۰۔ ایضاً، ص:

۲۱۔ ایضاً، ص:۱۱

۲۲۔ ایضاً، ص:۱۳

۲۳۔ ایضاً، ص:

۲۴۔ ایضاً، ص:۷۷

۲۵۔ ایضاً، ص:۹۲

۲۶۔ ایضاً، ص:

۲۷۔ ایضاً، ص:۳۴

۲۸۔ ایضاً، ص:۳۵

۲۹۔ ایضاً، ص:۱۴

۳۰۔ ایضاً، ص:۱۵

۳۱۔ ایضاً، ص:۱۶

۳۲۔ ایضاً، ص:۲۳

۳۳۔ ایضاً، ص:۱۰۶

۳۴۔ ایضاً، ص:۳۳

۳۵۔ ایضاً، ص:۹۵

۳۶۔ ایضاً، ص:۸۳

۳۷۔ ایضاً، ص:۹۴

۳۸۔ خلیل احمد بیگ مرزا، اسلوبیاتی تنقید، نظری بنیادیں اور تجزیے، کونسل برائے مریخ اردو دہلی، ۲۰۱۴، ص:۲۴۹

۳۹۔ ایضاً، ص:۶۰

۴۰۔ ایضاً، ص:۵۹

۴۱۔ ایضاً، ص:۵۷

۴۲۔ ایضاً، ص:۵۵

۴۳۔ ایضاً، ص:۱۹

۴۴۔ ایضاً، ص:۱۱۹

۴۵۔ ایضاً، ص:۹۷

۴۶۔ ایضاً، ص:۹۵

۴۷۔ ایضاً، ص:۱۱۶

۴۸۔ ایضاً، ص:۱۱۷

۴۹۔ ایضاً، ص:۱۱۸

۵۰۔ ایضاً، ص:۲۹

۵۱۔ ایضاً، ص:۳۰

۵۲۔ ایضاً، ص:۲۴

۵۳۔ ایضاً، ص:۲۵

۵۴۔ ایضاً، ص:۲۶

۵۵۔ ایضاً، ص:۳۲

۵۶۔ ایضاً، ص:۳۶